رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ار

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۳۷	مورخہ ۴ر نومبر سنہ ۱۹۲۷ء	جمعہ	مطابق ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب کی ولایت میں مسلم حقوق کیلئے جدو جہد

سیکرٹری صاحب پولیٹیکل مسلم لیگ لندن کی طرف سے حسب ذیل بجری تار "الفضل" کو موصول ہوا ہے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر جو مسلمانان پنجاب کے نمائندہ کی حیثیت سے لندن تشریف لیگئے تھے۔ ۲۹ر اکتوبر کو وہاں سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے ہیں +

چودھری صاحب موصوف نے دوران قیام انگلینڈ میں بے نفسانہ سرگرمی سے کام کیا ہے۔ اور رائے عامہ کی تربیت اور مسلم مفاد کے تحفظ کے متعلق کوئی لمحہ بھی جو انہیں میسر آیا۔ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ انہوں نے دونوں ہاؤسز کے ممبروں انڈیا آفس کے عہدہ داروں۔ سابق وائسرائے اور گورنروں۔ کارکنان پارلیمنٹ اور نمائندگان پریس سے ملاقاتیں کیں۔ کئی ایک ایسوسی ایشنز میں تقریریں کیں۔ اور کئی ایک مؤقر جرائد مثلاً مارننگ پوسٹ۔ مانچسٹر گارڈین۔ ڈیلی کرانیکل۔ سنڈے ٹائمیز وغیرہ میں قابلانہ مضامین لکھے جن سے پبلک حلقوں میں مسلمانوں کے حقوق کے متعلق گہری دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اور چودھری صاحب اور ان کے رفقاء کار کی کوششوں سے مسلمانان ہند کے متعلق برطانوی پبلک کا عام رویہ بہت ہمدردانہ ہو گیا ہے۔

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے ۳۱ر اکتوبر سے قرآن کریم کا درس بعد نماز عصر شروع فرما دیا ہے +

جناب مولوی ذوالفقار علی خانصاحب ناظر اعلیٰ سلسلہ کے کام کے لئے پاکپٹن تشریف لے گئے ہوئے ہیں +

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ سیرۃ المہدی کا دوسرا حصہ مرتب فرما رہے ہیں۔ جس کے متعلق امید ہے کہ سالانہ جلسہ پر شائع ہو سکے گا +

مہاشہ فضل حسین صاحب کے ہاں خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے محمد بشیر نام رکھا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے +

بعض شرارت پسندوں کی فتنہ انگیزی

سنا گیا ہے کہ ۴-۵ اکتوبر کی درمیانی شب جبکہ ہمارے بھائی مولوی محمد امین خاں صاحب مجاہد بخارا نماز عشاء پڑھکر بعد اپنے گھر واپس جا رہے تھے۔ بعض فتنہ پرداز لوگوں نے جو بظاہر جماعت میں ملے جلے رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ بلا وجہ راستہ میں چھیڑ چھاڑ کی اور وہ بسبب فتنہ کے خیال کی وجہ سے ان سے اپنا پیچھا چھڑا کر اپنے مکان میں چلے گئے۔ تو یہ لوگ ایک جتھا بنا کر ان کے مکان پر پہونچے۔ اور باہر کھڑے ہو کر گالیاں دینا شروع کیں۔ اور اشتعال انگیز طریق پر آوازے کسے۔ جس پر مولوی صاحب اس خیال سے کہ میرے باہر نہ آنے سے انہیں ناواجب جرأت ہوگی۔ اور ممکن ہے وہ کوئی اور فساد کا طریق اختیار کریں۔ اپنے مکان سے باہر نکل آئے۔ اور ان لوگوں سے سختی کے لہجہ میں کہا کہ تم کیوں میرے مکان پر جمع ہو کر گالی گلوچ کرتے ہو۔ جس پر یہ لوگ اس گلی سے غالباً اس وجہ سے پیچھے ہٹ آئے کہ مولوی محمد امین خاں صاحب ان کا پیچھا کر کے اپنے مکان سے فاصلہ پر آجائیں۔ چنانچہ جب مولوی صاحب محتسب صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔ تاکہ ان کو اس واقعہ کی رپورٹ دیں۔ تو ابھی وہ تھوڑا فاصلہ ہی آگے آئے تھے کہ گلی میں ان کو اسی پارٹی کے دو آدمی اندھیرے میں کھڑے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے ان کی حالت کو مشتبہ سمجھکر ان کو پکڑنا چاہا۔ اور بالآخر ان میں سے ایک کو چوک میں پہنچ کر پکڑ لیا اور اس کے تکرار کرنے پر اسے دو تین سوٹیاں لگائیں۔ اتنے میں اس پارٹی کے ایک اور آدمی نے جو ایک آوارہ مزاج شخص ہے اور اپنے بعض جرائم کی سزا میں جیل خانہ میں رہ چکا ہے اور سنا گیا ہے کہ ایک دفعہ اسے عدالت کی طرف سے ایک جرم کی سزا میں بید بھی لگے تھے۔ پیچھے سے آکر مولوی محمد امین صاحب پر اپنے لٹھ سے حملہ کیا۔ لیکن اتفاق سے بعض نمازی جو نماز پڑھکر پیچھے اتر رہے تھے انہوں نے روک لیا۔ اور پھر سب کو الگ الگ کر دیا۔

معلوم ہوا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ان فتنہ پرداز لوگوں کی طرف سے افسران پولیس و دیگر حکام بالا کے نام اپنی مقررہ سازباز کے مطابق اس مضمون کے سراسر مفتریانہ تار بھیجے گئے کہ مولوی محمد امین خانصاحب ان پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اور انہیں اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اور یہ کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس میں انگیخت ہے۔ اس پر دوسرے دن بٹالہ سے ایک پولیس افسر جو ان دنوں میں تھانہ صدر بٹالہ کے انچارج ہیں۔ قادیان آئے۔ اور انہوں نے فریقین یعنی ان حملہ کرنے والوں اور مولوی محمد امین خاں صاحب کی رپورٹوں پر تحقیقات شروع کر دی۔ اور ابھی تک تحقیقات جاری ہے۔

ہمیں اس کے متعلق ابھی زیادہ تفصیلی حالات کا علم نہیں ہوا۔ لیکن اتنا سننے میں آیا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے بعض فتنہ پرداز لوگ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اور آپ کی جماعت کی ترقی کو دیکھکر حسد کی آگ میں جل رہے تھے۔ اور بعض دوسرے لوگ جو بظاہر جماعت میں ملے جلے رہتے تھے۔ اور ان لوگوں کا آلہ بن گئے تھے۔ یہ کوشش کر رہے تھے کہ جماعت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خلاف فتنہ کی کوئی صورت پیدا کر دیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ واقعہ اسی سازش کا نتیجہ ہے۔ اس جگہ یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ جو لوگ محمد امین خاں صاحب کے مکان پر حملہ کر کے گئے۔ ان کا تعلق دکان مشین سیویاں قادیان کے ساتھ ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ جو ان کا مکان ہے۔ وہ اس سمت سے بالکل دوسری طرف واقع ہے۔ جہاں کہ مولوی محمد امین خاں صاحب کا مکان ہے۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا اپنے رستہ کو چھوڑ کر رات کے وقت مولوی محمد امین خاں صاحب کی گلی میں جمع ہونا اور ان کے ساتھ بلا وجہ چھیڑ چھاڑ کا آغاز کرنا اور ان کا پیچھا چھڑا کر گھر چلے جانے کے بعد ان کے گھر کے سامنے جمع ہو کر اشتعال انگیز طریق اختیار کرنا اس بات کا قوی شبہ پیدا کرتا ہے۔ کہ یہ لوگ اس نیت کے ساتھ وہاں جمع ہوئے تھے۔ کہ کوئی فتنہ کھڑا کر دیں۔ چنانچہ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ ان کے بدارادوں کی چند دن پہلے سے خبریں موصول ہو رہی تھیں۔ مگر یہ سمجھ نہیں آتا تھا۔ کہ یہ لوگ کس صورت میں فتنہ کھڑا کریں گے۔ اس پارٹی نے مولوی محمد امین خاں صاحب کو غالباً اس خیال سے اپنی چھیڑ چھاڑ کا نشانہ بنایا کہ مولوی صاحب موصوف اس طرح چھیڑنے پر غالباً جوش میں آجائینگے۔ اور اس طرح انہیں فتنہ کھڑا کرنے کا بہانہ مل جائے گا۔ مگر جیسا کہ سننے میں آیا ہے مولوی صاحب نے حالات پیش آمدہ کے ماتحت بہت ضبط سے کام لیا۔

جمعیۃ متحصلین مدرسہ احمدیہ کا اعلان

مورخہ ۲۶ اکتوبر کو جمعیۃ متحصلین کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قرارداد باتفاق رائے پاس ہوئی۔

"مستری عبدالکریم کو جمعیۃ متحصلین سے فارغ کیا جاتا ہے۔ اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل سکرٹری منتخب کئے گئے۔

المعلن پریزیڈنٹ جمعیۃ متحصلین قادیان

چندہ جلسہ سالانہ اور جماعت کوہ مری

بابو اللہ بخش صاحب کوہ مری سے لکھتے ہیں:-

"اس ماہ کا چندہ جو آج ہی ارسال کیا گیا ہے۔ اس میں ایک رقم مبلغ دس روپے (عـہ) کی اس عاجز کی ہے۔ وہ برائے اخراجات جلسہ سالانہ ہے۔

کئی دنوں سے میرے دل میں یہ تحریک ہو رہی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اس کے اخراجات کے لئے چندہ جلدی دینا چاہیئے۔ اور کسی دوسری تحریک کی انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ ساتھ ہی مجھے یہ بھی یاد آیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے گذشتہ جلسہ سالانہ سے قبل ہی اس کے متعلق ارشاد بھی فرمایا تھا۔ کہ ہر ایک احمدی کو ایسے چندے خود بخود دیدینے چاہئیں۔ لہٰذا میں نے ضروری سمجھا۔ کہ جلسہ کے لئے چندہ جلدی ارسال کر دینا چاہیئے۔ الحمد للہ آج اس کے فضل و کرم سے مبلغ دس روپے اس مد میں ارسال خدمت ہیں۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں بھی اس کے متعلق ایک گذشتہ خط میں عرض کیا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا کہ رقم جلدی ارسال کی جاویگی۔ خدا تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ اور جلسہ کے برکات اور فیوض سے پورے طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔"

اس جماعت کا چندہ خاص بھی ہر ایک احمدی کا باقاعدہ اور باشرح ٹھیک ۳۰ اکتوبر تک داخل خزانہ ہو گیا ہے۔ اور چندہ عام بھی باقاعدہ وصول ہوتا ہے۔ کسی قسم کے چندہ کا کوئی بقایا نہیں ہے۔ میں عہدہ دار و دیگر احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دراصل بات یہی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے منشاء عالی کے مطابق احباب اپنے فرائض کا خود خیال رکھا کریں۔ اور وقت پر بغیر مطالبہ چندہ ادا کئے جائیں۔ اس جہت سے کوہ مری کی جماعت نے نہایت عمدہ مثال قائم کی ہے۔ دیگر جماعتوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔

جلسہ سالانہ کا چندہ اب ایسا باقاعدہ سالانہ چندہ ہو گیا ہے۔ کہ اس کے لئے بھی کسی خاص تحریک کی ہر سال ضرورت نہیں ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ احمدی جماعت کے افراد مالی قربانی میں بغیر طلب اور تحریک کے چندہ دیتے ہیں اور یہ بھی ایک اللہ تعالےٰ ہی کا احسان ہے۔

عبد المغنی ناظر بیت المال
قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۲۷ء

آریہ اخبارات کی غلط بیانی

آریہ اخبارات کی فتنہ انگیزی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ جو مسلمانوں کو سخت سے سخت اشتعال کے موقعہ پر بھی باامن رہنے کی بارہا تلقین فرما چکے ہیں۔ جو کسی صورت میں بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا پسند نہیں فرماتے۔ جو مذہبی معاملات میں کسی قسم کے تشدد اور سختی کو قطعاً جائز نہیں سمجھتے۔ جو ہر اس کوشش سے نفرت وحقارت کا اظہار فرماتے ہیں۔ جو ملک کے امن میں نقص پیدا کرنے والی ہو۔ ان کے متعلق بار بار اور نہایت غیر مہذبانہ الفاظ میں یہ لکھتے رہتے ہیں۔ کہ آپ اور آپ کی جماعت ہندو مسلمانوں میں عداوت اور دشمنی پیدا کرتی ہے۔ اور ملک میں بدامنی پھیلاتی ہے۔ پھر ستم یہ ہے کہ اس قسم کی بیہودہ باتیں کرنے سے آریہ اخبارات اس وقت بھی باز نہیں آتے۔ جبکہ ان کے سامنے بدامنی اور فساد کے واقعات کے خلاف اظہار رنج ونفرت ہوتا ہے۔ چنانچہ راجپال پر حملہ کرنے والے کے خلاف حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو اظہار رائے فرمایا۔ اور جس میں اس کے فعل کو نہایت ناپسند کیا۔ اس پر رائے زنی کرتا ہوا آریہ اخبار پرکاش (۹ر اکتوبر) لکھتا ہے۔

”ہندوؤں کو بائیکاٹ کی جو تحریک مسلمانوں میں جاری کی گئی ہے۔ یہ سب احمدیوں کی کارستانی ہے۔ اور موجودہ ساری تحریک کی تہ میں جاکر اگر اس کا مطالعہ کیا جاوے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر احمدیوں کا اس بدامنی پھیلانے والی تحریک میں ہاتھ نہ ہوتا۔ تو اس کو وہ فروغ کبھی حاصل نہ ہوتا۔ جو اس وقت حاصل ہے۔ مہاشہ راجپال پر اگر حملہ ہوا۔ تو اس کی ذمہ داری سے بھی احمدی بچ نہیں سکتے۔“

یہ الفاظ جس قدر دروغ آمیز لغویت سے پُر اور حقیقت سے دور ہیں۔ اتنے ہی گمراہ کن۔ اشتعال انگیز اور شر آمیز ہیں۔ جماعت احمدیہ نے آجتک کبھی ہندوؤں کے بائیکاٹ کی تحریک نہیں کی۔ اور ہم پرکاش کو چیلنج کرتے ہیں۔ اگر اس کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے کبھی ایسی تحریک کی ہے۔ تو وہ پیش کرے۔ ہماری طرف سے بارہا اس امر کی تردید کی جاچکی ہے۔ مگر باوجود اس کے آریہ اخبارات کی ڈھٹائی اور دروغ گوئی قابل شرم ہے۔ کہ نہایت بیباکی سے اس جھوٹ کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ہم پھر کہتے ہیں ہم ہرگز بائیکاٹ کے محرک نہیں۔ اور نہ ہی بائیکاٹ کو ہم اصولاً جائز سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی مسلمانوں نے آج تک ہندوؤں کا بائیکاٹ کیا ہے۔ ہاں اگر پرکاش کی مراد اس سے وہ تحریک ہے جو حضرت امام جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کی اقتصادی حالت کی اصلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے جاری فرمائی ہے۔ تو اس کو ہرگز بائیکاٹ نہیں کہا جاسکتا۔ اور نہ ہی یہ کسی قسم کی بدامنی کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ آخر ہندو بھی تو صدہا سال سے مسلمانوں کی غیرت کا خون کرتے ہوئے ان کو انسانیت کے درجہ سے گرا ہوا سمجھکر ان سے چھوت چھات کرتے چلے آئے ہیں جس کے طبعی نتیجہ میں آج وہ مالدار اور مسلمان مفلس وقلاش نظر آتے ہیں پھر اگر آج مسلمانوں نے اپنی اشیاء کی خرید ہندوؤں سے بند کردی ہو۔ جو ان سے ہندو نہیں خریدتے۔ تو یہ وجہ فساد کیونکر ہوسکتی ہے۔ تاہم اگر تحریک چھوت چھات بدامنی کا موجب ہی ہو تو اس کی ذمہ داری ہندو قوم پر عائد ہوتی ہے۔ جو سینکڑوں سالوں سے اس پر عامل ہے۔ نہ کہ مسلمانوں پر جنہوں نے ابھی کلی طور پر اسے اختیار بھی نہیں کیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہمیشہ مسلمانوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ عدم تشدد اور امن پسندی کی تعلیم بھی دی ہے۔ اگر پرکاش اور اس کے دوسرے بھائی بند تعصب سے علیحدہ ہوکر ٹھنڈے دل سے اس معاملہ پر غور کریں۔ تو ان کو معلوم ہو کہ مسلمانوں کو اس درجہ مشتعل کرنے کے باوجود ان کا صد درجہ صبر وتحمل سے کام لینا انہی پُراثر نصائح کے نتیجہ میں ہے۔ جو حضور کی زبان مبارک سے مسلمانوں کے غصہ کو فرو اور مشتعل جذبات کو ٹھنڈا کرنے کا موجب ہوتے رہے ہیں۔ ذیل میں ہم چند اقتباسات درج کرتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حضور کس طرح عامۃ المسلمین کو پُرامن رہنے کی ہدایت فرماتے رہے ہیں۔ آپ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”جوش کے وقت میں اگر کوئی قوم اس لئے کھڑی ہوتی ہے کہ دوسروں کی جان لے۔ تو وہ یقیناً اپنے آپ کو بدنام کرلیتی اور اپنے مدعا میں ناکام رہجاتی ہے۔ کیونکہ جان لینے والا کبھی معزز نہیں سمجھا جاتا۔ . . اس وقت میں اپنی جماعت کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ دوسروں میں زندگی قائم رکھنے کا ذریعہ بنیں۔ اور یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ قانون رکھا ہے۔ کہ جو دوسروں کی جان لینے کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ مٹا دیا جاتا ہے۔ اور دیر تک نہیں رہ سکتا۔“

(الفضل ۲۷ر مئی ۱۹۲۷ء)

ایک اور موقعہ پر فرمایا۔

”اعلیٰ اخلاق کو کسی حالت میں نہ چھوڑو۔ خواہ غصہ میں ہو یا آرام میں۔ . . . . . اگر مسلمان گالیوں کا جواب گالیوں سے دیتے ہیں تو اس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ . . . . . بس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اور ان دوسرے مسلمانوں کو جو میری باتیں سنتے ہیں۔ اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کہتا ہوں کہ اس وقت جوش میں لانے اور بھڑکانے والی باتیں مفید نہیں . . . . . اس وقت تمہیں یہ ثابت کردینا چاہیئے۔ کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر چلتے ہوئے کسی قسم کے فساد کے لئے تیار نہیں . . . . قانون کا احترام امن کے قیام کے لئے ضروری ہے اور بعض باتوں کو برداشت کرنے کی ضرورت ہے۔“

(الفضل ۵ر جولائی ۱۹۲۷ء)

مذکورہ بالا الفاظ میں حضور نے نہ صرف صبر وتحمل برداشت اور احترام قانون کی تلقین فرمائی ہے۔ بلکہ گالی کے جواب میں بھی گالی کو پسند نہیں فرمایا۔ اور اشتعال انگیز باتوں سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور نہایت ہی زوردار الفاظ میں قیام امن کی کوشش فرمائی ہے۔ مگر سخت تعجب ہے۔ کہ آریہ اخبار حضور کے مذکورۃ الصدر صریح الفاظ کی موجودگی میں ایسی باتیں کہہ رہے ہیں۔ جو بالکل غلط ہیں۔

پرکاش نے اپنے اسی مضمون میں یہ بھی لکھا ہے:۔

”جس زور سے قادیانی ہندوؤں کے بائیکاٹ کی بات کو اُٹھا رہے ہیں۔ اگر اسی زور سے ان فتوؤں کے برخلاف (جو راجپال کے قتل کے متعلق دئے گئے) آواز بلند کی جاتی تو قادیانیوں کی آواز میں اس قدر قدرت ہے۔ کہ وہ مسلم عوام کو ان فتوؤں کے برخلاف برگشتہ کرسکتے۔“

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کرچکے ہیں۔ یہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی آواز کا ہی اثر ہے۔ کہ حالات نے اس قدر نازک صورت اختیار نہیں کی جیسی کہ ہندوؤں کی اشتعال انگیزیوں کا تقاضا ہے۔ آریوں کو اگر وہ اثر نظر نہ آئے یا وہ جان بوجھکر اسے نہ دیکھنا چاہیں۔ تو یہ اور بات ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آریوں کو احمدیوں کی آواز میں اتنی قدرت کب سے محسوس ہوئی ہے چند ہی دن ہوئے اسی اخبار پرکاش (۲۲ر مئی ۱۹۲۷ء) لکھا تھا:۔

”پنجاب میں احمدیوں کو ہی لے لو۔ ان کی کیا حیثیت ہے۔ . . . . مسلمانوں میں چودہری بنے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ کسی شمار میں نہیں“

شکر ہے پرکاش کو احمدی اب کسی شمار میں تو نظر آنے لگے۔ یہ دراصل حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان تجاویز اور ارشادات کا اثر ہے جو آپ مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کیلئے فرما رہے ہیں۔ اور جنمیں آریوں کو اپنی ناکامی نظر آرہی ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ نہایت اخلاص اور جوش کیساتھ ان اصلاحی تجاویز پر عمل پیرا ہوں۔ جو انہیں ہندوؤں کے چنگل سے نکالنے اور اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمائی ہے۔

تجارت سے غفلت کے نقصان

مسلمانوں کی تجارت سے غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے اقتصادی کمزوری تو ایک ایسا نقصان ہے۔ جو کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ مگر اس کے علاوہ تمام سامان خورونوش کی تجارت کا کلیۃً برادران وطن کے قبضہ میں ہونا اہل اسلام کی جان کے لئے بھی کچھ کم ضرر رساں نہیں ہے۔ اگر تمام ہندو دوکاندار متفقہ طور پر فیصلہ کر کے مسلمانوں کے ہاتھ سامان خورونوش کی فروخت بند کر دیں۔ تو آج کئی ایک شہروں میں سینکڑوں ہزاروں مسلمان باوجود مرفہ الحال اور دولتمند ہونے کے بھوکوں مر جائیں۔ کلکتہ میں ایک دفعہ عین رمضان المبارک میں ہندوؤں نے مسلمانوں سے اسی قسم کا مقاطعہ کر لیا تھا۔ اور جب تک اسلامی دکانیں نہ کھولی گئیں۔ مسلمانوں کو سخت تکالیف کا سامنا رہا تھا۔ حال ہی میں تابگاؤں ضلع پونہ میں ہندوؤں کی طرف سے یہی پرانا حربہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور مکمل طور پر مسلمانوں کا مقاطعہ کر کے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ چنانچہ بھوک کی شدت سے ایک لڑکا ہلاک بھی ہو گیا ہے۔ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے یہ واقعات عبرتناک ہیں اور قدرت ان کو غفلت سے جگانے کے لئے ان حالات میں سے گزار رہی ہے۔ وقت ہے کہ مسلمان ان حالات سے سبق حاصل کریں۔ اور تجارت کی طرف متوجہ ہو کر اپنی تکالیف کو دور کریں۔

قابل توجہ حکومت کشمیر

ریاست کشمیر کی آبادی کا کثیر حصہ مذہباً مسلمان ہے مگر اسکی تعلیمی اور اقتصادی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ موجودہ والئے ریاست کے ساتھ مسلمانوں کی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ اور ان کی روشن ضمیری غیر متعصبانہ روش اور رواداری سے توقع تھی۔ کہ وہ اپنی رعایا کی کثیر آبادی کی حالت کو درست کرنے اور اصلاح بنانے کی کوشش کریں گے۔ مگر یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا۔ کہ پچھلے دنوں کشمیر گورنمنٹ نے منتخب طلباء کو یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جو سات وظائف دینے کا اعلان کیا۔ وہ تمام کے تمام ہندو امیدواروں کو دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ امیدواروں میں کئی ایک مسلمان گریجوایٹوں کی درخواستیں بھی تھیں۔ اور مسلمانوں کی خراب اور کمزور حالت خاص مراعات کی متقضی تھی۔ مگر نہ صرف اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کو واجبی حقوق سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔ اگر ریاست کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت کے باوجود ان سے اسی طرح کا غیر منصفانہ سلوک رکھا گیا۔ تو مسلمانوں پر جو پہلے ہی ہندوؤں سے ہر حالت میں پس افتادہ ہیں۔ ترقی کا دروازہ بالکل مسدود ہو جائیگا۔ اور ان کی اصلاح کا خیال موہوم ہو جائے گا۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ ہز ہائی نس سر ہری سنگھ والئے کشمیر اپنی عزیز مسلمان رعایا کا خاص خیال رکھکر ان کو ترقی کرنے کا موقع بہم پہنچائیں گے۔

ہندو بیواؤں سے ہمدردی

ویدک دھرم میں عورتوں سے جو سلوک روا رکھا گیا ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ لالہ لاجپت رائے جیسا ہندو لیڈر یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ

"ایک صحت ور عورت کو ماں بننے کے حق سے روکنا ایک نہایت ہی شدید ظلم ہے۔ جو اس پر روا رکھا جا سکتا ہے۔ مگر یہ ظلم ہم اپنی زندگی کے ہر ایک منٹ میں کر رہے ہیں۔"
(تیج ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء)

فی الواقعہ یہ ایسا سخت ظلم ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مگر ہندو بیچارے مجبور ہیں۔ جبکہ مذہب انہیں بیوہ کی شادی کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ اور اس زمانہ کے ہندو دھرم کے مصلح سوامی دیانند نے بھی بیوہ کی شادی کو سخت ممنوع قرار دیا ہے۔ تو خواہ براہمن ہندو ہوں یا نئے زمانہ کے آریہ کہلانے والے ہندو وہ بیوہ عورتوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں ہمیں اس جور و تعدی کی وجہ سے جو ہندو بہنوں پر روا رکھا جا رہا ہے ان سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ اور ہم ان کی بہتری کے دل سے متمنی ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ امر ان کے گوش گذار کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہندو دھرم میں رہکر وہ اپنی تاریک و تار زندگی کو قطعاً پُر راحت نہیں بنا سکتیں۔ کیونکہ ویدک دھرم نے ان کے لئے یہی فیصلہ کیا ہے۔ اور ہندو سوسائٹی ویدک احکام کی اتباع میں ان کی مشکلات میں کوئی تخفیف نہیں کر سکتی۔ پس اگر وہ اپنی حالت کو بہتر بنانا چاہتی ہیں۔ تو اسلام کی پناہ میں آجائیں۔ جہاں ان کی تمام مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

تعمیر مسجد میں آریوں کی مزاحمت

آریہ سماج کی پیدائش سے پہلے ہندوستان میں ہندو مسلم نہایت محبت و پیار سے رہتے۔ اور ایک دوسرے سے ہمدردانہ برتاؤ کرتے تھے۔ مگر جس وقت سے آریہ سماج نے ہوش سنبھالا ہے۔ تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ اور آریہ سماج ہمیشہ ایسی تجاویز سوچتی رہتی ہے کہ جن سے ہندو مسلمانوں میں منافرت بڑھ سکے۔ اور اس مکروہ مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کے ہر جائز فعل کو بھی ہنگامہ آرائی کی وجہ قرار دے لیتی ہے۔ چنانچہ اخبار تیج (۱۲ اکتوبر) کی حسب ذیل سطور اس قابل ہیں۔ کہ مسلمان غور سے پڑھیں۔

"مندر کے قریب مسجد کی تعمیر۔ ہندوؤں میں بے چینی۔ حکومت سے تحقیقات کا مطالبہ" (خورجہ میں) مہا دیو کے مندر کے قریب ایک تکیہ پر مسجد کی تعمیر (مسلمانوں نے) شروع کر دی ہے اس کی وجہ سے دونوں فرقوں کے مابین تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ صوبجات متحدہ کے اعلیٰ ترین حکام سے شکایت کی گئی۔ عام جلسوں میں اظہار ناراضگی کیا گیا۔"

ابھی چند ہی سال ہوتے مسلمانوں نے سوامی شردھانند جیسے سماجی اور مخالف اسلام کو دہلی کی جامع مسجد کے مقدس ترین مقام پر کھڑا کر کے اپنی رواداری اور فراخ حوصلگی کا ثبوت دیا تھا۔ مگر آریہ سماج کی تنگدلی ملاحظہ ہو۔ کہ مسجد کی تعمیر کو ہی خطرناک سمجھکر اعلیٰ ترین حکام کو شکایت کی جا رہی ہے۔ کہ وہ اسے روک دیں۔ اگر یہی حالت رہی تو وہ دن بھی آجائیگا کہ مسلمانوں کی نشست و برخاست نقل و حرکت کو بھی اس سنگھٹن پر دیا گنڈا اور شور و شر کے ذریعہ روکنے اور بند کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ ابھی وقت ہے کہ مسلمان آنکھیں کھولیں۔ اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اپنی زندگی کے قیام کی فکر کریں۔

وزیر تعلیم پنجاب اور ہندو

گورنمنٹ پنجاب نے ایک ہندو کو وزارت تعلیم کا قلمدان سپرد کر کے پنجاب کی سب سے زیادہ آبادی کو جو تعلیم میں پہلے ہی بہت درماندہ اور پس افتادہ ہے جن حالات میں سے گذرنے کیلئے مجبور کر دیا ہے۔ ان کا کسی قدر پتہ مسلم اخبارات کے صفحات سے لگ سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ وزیر تعلیم نے پنجاب کے محکمہ تعلیم کی کایا بالکل ہی پلٹ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور اس کیلئے وہ اپنی ساری قوت اور قابلیت صرف کر رہے ہیں۔ لیکن ہندو ابھی تک ان سے مطمئن نہیں۔ اور انہیں کھلے طور پر کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر وہ ہندوؤں کو اپنی "پشت پناہ" بنانا چاہتے ہیں تو ان کے اشارہ پر چلیں اور جو کچھ وہ کرانا چاہیں کریں۔ سنگھٹنی اخبار "ملاپ" ۹ اکتوبر ان کے متعلق اس بات پر اظہار افسوس کرتا ہوا۔ کہ "انہوں نے سر فضل حسین کی طرح اپنی کوئی پشت پناہ نہیں بنائی۔" ان سے پوچھتا ہے:۔

"ہندوؤں کیساتھ جو بے انصافیاں ہو چکی ہیں۔ ان کا کوئی انسداد کریں گے یا نہیں؟"

اور اس کا معاوضہ یہ پیش کرتا ہے۔

"اگر وہ اپنے فرض کو پورا کریں گے تو انہیں یہ بھی تسلی ہو جائے کہ کوئی تو ان کی خدمات کا اعتراف کرنے والا موجود ہے۔" مگر ہم وزیر صاحب موصوف کو اس طریق سے اپنی خدمات کا اعتراف کرانے کی بجائے یہ مشورہ دیں گے۔ کہ وہ انصاف کو مدنظر رکھیں۔ اور مسلمانوں کو بھی اس صوبہ کا باشندہ سمجھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

اسلام کا خدا جو کام کرتا ہے
اُسے چھپایا نہیں کرتا

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے

(فرمودہ ۲۱؍ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں یہ بیان کیا تھا کہ ہمیشہ ہی

سچائی اور حق کی اشاعت

کے وقت اللہ تعالے بعض لوگوں کو ان کی کسی مخفی شرارت کی وجہ سے یا ظاہری گناہوں کے سبب اس بات کے لئے چن لیتا ہے۔ کہ اس کے سلسلہ کی اشاعت کے راستہ میں روک ڈالیں۔ اور اس کی جماعت کی ترقی میں رخنہ اندازی کریں۔ کبھی ایسے لوگ خود جماعت میں سے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کبھی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن نام سے تعلق رکھتے ہیں۔ کبھی نہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں نہ نام سے بلکہ الگ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خفیہ ریشہ دوانیوں کی وجہ سے یا ظاہری فتنہ پردازیوں کی وجہ سے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہمیں وہ طاقت اور قوت حاصل ہو گئی ہے۔ جو خدا کے منشاء کو پورا ہونے سے روک دیگی۔ اور اس کے قائم کئے ہوئے نظام کو توڑ دیگی۔ کئی باتوں میں روکاوٹ پیدا بھی ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالے کا جو منشاء ہوتا ہے۔ اور جس بات کا وہ فیصلہ کر چکا ہوتا ہے۔ اس میں ایسے لوگ روک نہیں بن سکتے۔ ان کی تمام کوششیں۔ ان کی تمام تدبیریں اور تمام جد و جہد بعض اوقات بعض ہو کے

غبار آلود مطلع

پیدا کر دیتی ہیں۔ لیکن ان کی حیثیت غبار سے زیادہ نہیں ہوتی خس و خاشاک کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ اور کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ کبھی کبھی کچھ نشانات باقی بھی رہجاتے ہیں۔ مگر اس لئے کہ آنیوالے منافقوں اور دشمنوں کے کام آئیں۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کے منافقوں کی باتیں آج تک قائم ہیں۔ اور ان سے ہندو عیسائی وغیرہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ خیال کرنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے

دو تین سو سال بعد

آپ کے خلاف یہ الزام گھڑا گیا۔ کہ آپ اپنی پھوپی زاد بہن کو ننگا دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے تھے۔ یا یہ کہ اپنی بیوی کی لونڈی سے آپ کا تعلق تھا۔ یہ غلط ہے۔ دو تین سو سال بعد کے لوگ خواہ کتنے ہی دشمن ہوں اس قسم کے الزام نہیں گھڑ سکتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد میں سمجھتا ہوں۔ ۵۰۔ ۶۰ سال بھی نہ گذرے ہونگے۔ کہ جن لوگوں کو آپ سے ذاتی بغض و عداوت تھی۔ وہ مر گئے ہونگے۔ اور ان کے بعد آنے والوں کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایسی ہی صورت تھی جس سے خدا تعالے کی محبت اور اس کی مخلوق سے شفقت ظاہر ہوتی تھی۔ کیونکہ اس وقت کے لوگوں کو آپ سے کوئی

گلہ شکوہ

نہیں ہو سکتا تھا۔ گلہ شکوہ کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ کوئی معاملہ پڑا ہو۔ کوئی مقدمہ پیش آیا ہو۔ کچھ فوائد وغیرہ مد نظر ہوں۔ مگر تین چار سو سال بعد آنے والوں کو کیا شکوہ ہو سکتا ہے۔ ان میں سے کسی کے مد نظر یہ بات نہیں ہوتی کہ مجھے یہ فائدہ ملنا چاہیئے تھا۔ جو نہیں ملا۔ مجھ پر یہ سختی کی گئی ہے۔ یا میرے فلاں معاملہ میں انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ پس وہ لوگ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کے تھے۔ جب فوت ہو گئے۔ تو بعد والوں کو آپ سے کوئی ذاتی گلہ شکوہ نہ تھا۔ چونکہ ان کے ماں باپ نے انہیں یہ بتایا تھا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) بڑے آدمی تھے۔ اس لئے وہ محبت سے ہی آپ کا نام لیتے تھے۔ اور اس وجہ سے ان کے تعلقات رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت کے ہی ہو سکتے تھے۔ کینہ اور بغض کے نہیں ہو سکتے تھے۔

کینہ کے تعلقات

انہی کو ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں کسی قسم کی حرص و آز ہو۔ اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دفعہ مال تقسیم کیا۔ ایک شخص کو مال حاصل کرنے کی حرص تھی۔ مگر اُسے نہ ملا۔ اس پر اس نے کہا۔ آپ نے ایسی تقسیم کی ہے۔ کہ خدا کی رضا کو مد نظر نہیں رکھا۔ لیکن آپ کی وفات کے سو سال بعد کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا۔ پس چونکہ آپ کی وفات کے بعد شکوہ و شکایت کا سبب نہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لئے کوئی آپ کی ذات پر الزام بھی نہیں لگا سکتا تھا۔ ہاں کفر دانی دشمنی ہو سکتی تھی۔ اور وہ اسی طرح۔ کہ

واقعات کو بگاڑ کر

پیش کریں۔ نئے واقعات وہ نہیں بنا سکتے۔ پس جس قدر ایسے واقعات مشہور ہیں۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کیرکٹر پر حملہ ہوتا ہے۔ ان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ آپ کی وفات کے دو تین سو سال بعد بنے۔ غلط ہے۔ انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں ہی منافقوں نے آہستہ آہستہ پھیلایا۔ جس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طاقت کو کمزور کریں۔ اس کے بعد بعض لوگوں نے روایتیں بنا لیں۔ ایسے راوی بے وقوف ضرور تھے۔ مگر انہوں نے یہ باتیں خود نہیں گھڑیں۔ جنہوں نے گھڑیں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کے ہی لوگ تھے۔ جنہیں کوئی نہ کوئی آپ سے شکوہ تھا۔ پس ہمیشہ

ہر کام میں روک پیدا کرنیوالے

پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ جس طرح خدا تعالے کا سلسلہ چلتا ہے۔ ان فتنہ پردازوں کی ذریت بھی چلتی ہے۔ ایسے لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھے حضرت ابو بکر رض کے زمانہ میں بھی تھے۔

حضرت عمر رض کے زمانہ میں

بھی تھے۔ انہیں بھی کسی نے کہدیا تھا۔ آپ نے مال تقسیم کرتے ہوئے اپنے لئے زیادہ کپڑا رکھ لیا۔ اور اس سے کرتا بنوا لیا ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر رض عبد الرحمن بن عوف سے صید حرم کے متعلق فیصلہ پوچھ بیٹھے۔ کیونکہ قرآن کریم کا یہ حکم ہے۔ کہ اگر کوئی احرام میں جانور کو مار دے۔ تو اس کے متعلق دو آدمی فیصلہ کریں اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی ایسا واقعہ آتا۔ تو آپ بھی کسی اور کو شامل کر لیتے۔ مگر جب حضرت عمر رض نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا۔ کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اور انہوں نے رائے بتائی۔ حضرت عمر رض نے کہا۔ میری بھی یہی ہے۔ تو اسی بے وقوف سائل نے کہدیا۔ اچھا خلیفہ بنا پھرتا ہے۔ جسے دین کا بھی پتہ نہیں۔ اور دوسروں سے پوچھتا ہے۔ اس پر حضرت عمر رض نے کوڑا اٹھا کر اسے مارا۔ کہ تم نے عدالت کی جو ہتک کی ہے۔ اس کی سزا دی جاتی ہے۔ پھر ایسے لوگ

حضرت عثمان رض کے زمانہ میں

بھی تھے۔ جنہوں نے بارہ لسٹیں ایسی تیار کی تھیں۔ جن میں اپنے خیال میں حضرت عثمان رض کی خیانت کے کام درج کئے تھے۔ پھر حضرت علی رض کے خلاف بھی ایسے ہی لوگ تھے۔ غرض جب تک خلافت صادقہ قائم رہی۔ ایسے لوگ بھی موجود رہے۔

اب تیرہ سو سال کے بعد خدا تعالے نے

سلسلہ احمدیہ

قائم کیا۔ اس وقت جس طرح مومنوں کی جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی۔ منافقوں کی ٹولی بھی پیدا ہوگئی۔ جنہوں نے گندے سے گندے اتہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگائے۔ جو دیانت اور تقوےٰ کے خلاف تھے۔ جو پاکیزی اور بزرگی کے خلاف تھے ایسے لوگ بظاہر جماعت میں سے کہلاتے تھے۔ مگر گندے اور ناپاک الزام لگاتے تھے۔ پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو ان کے متعلق بھی یہ کہنے والے موجود تھے۔ کہ روپیہ کھا جاتے ہیں اپنی حکومت جمانا چاہتے ہیں۔ حتے کہ فسق و فجور تک کے اتہام لگائے گئے۔ پھر میرا زمانہ آیا۔ اب بھی اور

جب تک بھی خلافت رہیگی

ایسے لوگ ساتھ ہی رہیں گے۔ کیونکہ جہاں مومنوں کا ہونا ضروری ہے۔ وہاں منافقوں کا ہونا بھی لازمی ہے۔

میں نے

خلافت کے شروع ایام میں

ایک تقریر کی تھی۔ اور بتایا تھا۔ کہ اس اس رنگ میں فساد اور فتنہ کھڑا ہوگا۔ اس تقریر کو سامنے رکھکر اگر کوئی اس زمانہ کو دیکھے جب وہ تقریر کی گئی۔ تو وہ حلف اٹھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ ان واقعات میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جو اس وقت پایا جاتا۔ پھر آج کے حالات دیکھے۔ تو اسے معلوم ہو جائے۔ کہ وہ

ایک زبردست پیشگوئی

تھی۔ جو خدا تعالےٰ کے تصرف سے کی گئی تھی۔ میری مراد ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ کی تقریر سے ہے۔ جس میں حضرت عثمان رض کے زمانہ کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اب بھی ایسے واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔ اس وقت سننے والوں نے سمجھا ہوگا۔ عام نصیحت کی جا رہی ہے۔ مگر وہ واقعات تھے۔ جو میری زبان پر جاری کئے گئے۔ پھر آج سے

نو سال قبل

اسی ممبر پر اسی مسجد میں اسی دن اور اسی وقت خطبہ میں میں نے اپنی ایک رویا بیان کی تھی۔ کہ مجھے منافق بتائے گئے ہیں جن کا اس قسم کا نقشہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ یہ ۱۹۱۸ء کا خطبہ ہے اس خواب میں موجودہ فتنہ کا صحیح نقشہ بیان کر دیا گیا تھا۔ اور اس کی بنیاد بھی بتا دی گئی تھی۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ ہماری جماعت نے

نفاق کی حقیقت

کو نہیں سمجھا۔ اور بہت لوگ اس لئے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کہ انہوں نے منافقوں کے کام کو نہیں سمجھا۔ حالانکہ منافقوں کا ذکر اتنی تفصیل سے قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ کہ بغیر کسی نوٹ کے اگر اسے ایک جگہ لکھا جائے تو آج کل کے منافق جو حالات بیان کرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی تعریف کی گئی ہے۔ وہی طریق وہی دلیل اور وہی اغراض آج ہونگے۔ جن کا ذکر کیا گیا ہے اور جب گرفت رہی ہوگی۔ تو وہی جواب لفظاً لفظاً ان کا ہوگا۔ جو پہلے دیا کرتے تھے۔ وہی عذر ہونگے۔ وہی بہانے ہونگے اتنی مشابہت کو دیکھکر کہنا کہ ابھی تک ہمیں

منافقوں کے متعلق علم

نہیں دیا گیا۔ کیسی نادانی ہے۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ ایسے اشخاص کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں۔ ان کی گھنٹوں صحبت رہتی ہے اور ان کو معلوم ہے۔ کہ وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن جب پوچھا جاتا ہے۔ کہ فلاں شخص تمہارے پاس آ کر اسقدر کیوں بیٹھتا ہے۔ تو کہدیتے ہیں۔ یونہی بیٹھتا ہے۔ کوئی منافقت اور فتنہ کی بات تو نہیں کرتا۔ مگر کون عقلمند خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ شخص اس کی منافقت میں شامل نہیں۔ جب وہ ادھر ادھر ایسے لوگوں کو تلاش کرتا رہتا ہے۔ تاکہ ان سے

فتنہ انگیزی کی باتیں

کرے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ تمہارے پاس پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے بیٹھا باتیں کرتا رہے۔ مگر کوئی منافقت کی بات نہیں کرتا۔ یہ ایسا دعوےٰ ہے۔ جس کے تسلیم کرنے کے لئے

بہت بڑی بے وقوفی

کی ضرورت ہے۔ بھلا ایک ایسا شخص جس کی طبیعت میں نیش زنی ہے۔ وہ اپنی دوستی کے لئے کسی مخلص کو کیونکر چن سکتا ہے ہر شخص دوستی کے لئے اپنی طبیعت کے مطابق انسان چنتا ہے یہ خدا تعالےٰ کے قانون اور فطرت کا تقاضا ایسا ہے۔ جو دنیا کے ہر گوشہ میں جاری ہے۔ حتے کہ جانوروں میں بھی پایا جاتا ہے حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں۔ میں کہیں جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا۔ ایک کوا اور ایک کبوتر اکٹھے بیٹھے تھے۔ انہیں دیکھکر مجھے حیرت ہوئی اور میں ان کے اکٹھے بیٹھنے کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ٹھیر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ چلے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دونوں لنگڑے تھے۔ اور یہی مشابہت اور اشتراک تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اکٹھے بیٹھے تھے۔

پس کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک شخص منافقت کے زور میں ہر وقت فتنہ پردازی کرے۔ مگر وہ اسی قسم کے منافقوں کو چھوڑ کر اپنی دوستی کے لئے ایک مخلص کو چنے۔ اور سارا وقت اس کے پاس صرف کرے۔ عقل سلیم اس بات کو قطعاً تسلیم نہیں کر سکتی۔

خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ فطرت

اسے رد کرتی ہے۔ اور اس کا بنایا ہوا قانون اسے ٹھکراتا ہے ان کا آپس کا اتفاق اور گہرا اتصال بتاتا ہے۔ کہ ان کی آپس میں کوئی بات ایسی ہے جو مشترک ہے اور کسی نہ کسی جگہ رگوں میں شرارت ضرور پائی جاتی ہے۔

پس میں پیشتر اس کے کہ اس مضمون کے دوسرے حصہ کی طرف متوجہ ہوں۔ اُن لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اگر ان کے عذر مقبول ہو سکتے ہیں۔ تو اسی طرح جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

منافقوں کے عذر

منظور فرما لیا کرتے تھے۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ میں نے بھی ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور عذر پیش کیا۔ مجھے آپ نے فرمایا۔ ٹھیرو اور انتظار کرو۔ لیکن میں نے دیکھا۔ منافق آتے اور عذر پیش کرتے۔ ان کے عذر آپ قبول کرتے چلے گئے۔

پس ایسے لوگ جن کے عذر قبول کئے جاتے ہیں۔ وہ وہی ہوتے ہیں۔ جن کے متعلق سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ جب وہ بیحیا ہو گئے ہیں۔ تو انہیں کیا کہیں۔ اس طرح تو عذر منظور ہو سکتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کو منافق نہیں سمجھا جاتا یا دوسرے مخلص اُن کو منافقوں میں سے نہیں سمجھتے۔ تو یہ غلط ہے۔ ہم ان کے عذرات سنکر اُن کے افعال سے اس لئے چشم پوشی نہیں کرتے۔ کہ وہ منافق نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ حد سے گذر گئے ہیں انہیں نصیحت کرنا فضول ہوگا یا اس لئے کہ ان کو اصلاح کا موقعہ دیتے ہیں۔ تاکہ آئندہ کے لئے وہ اصلاح کر لیں۔

اس کے بعد میں کہتا ہوں۔ کہ

دُنیا میں ہر قسم کی غلطیاں

ہوتی ہیں۔ بعض غلطیاں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ کے انبیاء بھی پاک نہیں ہوتے۔ اور بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن سے انبیاء تو پاک ہوتے ہیں۔ لیکن خلفاء پاک نہیں ہوتے۔ پھر بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن سے خلفاء تو پاک ہوتے ہیں۔ مگر اولیاء پاک نہیں ہوتے۔ پھر بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن سے اولیاء تو پاک ہوتے ہیں۔ لیکن عام مومن پاک نہیں ہوتے۔ پھر بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن سے عام مومن بھی پاک ہوتے ہیں۔ لیکن ادنےٰ درجہ کے انسان پاک نہیں ہوتے۔ اور بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن سے وہ بھی پاک ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے بعد میں آنے والے ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

دیکھنے والی چیز

جو ہے۔ وہ صلاحیت اور قابلیت ہوتی ہے اور یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ کس حد تک کسی کو وہ کمال حاصل ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کا وارث کر دیتا ہے۔ اس کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہر درجہ کے انسان کیلئے دلائل مقرر ہیں مثلاً

نبوت کے لئے دلائل

ہیں۔ ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے نبی تھے۔ اور جب ان دلائل کے روسے آپ کی نبوت ثابت ہوجائے۔ تو پھر آپ کے نبی ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ کہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اجتہادی غلطی

بھی نہیں کرسکتے تھے۔ اجتہادی غلطی آپ سے بھی ہوجاتی تھی جو چیز ثابت ہونی چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ نبوت کے مقام پر خدا تعالےٰ نے آپ کو قائم کیا یا نہیں۔ ورنہ وہ نادان جو آپ کی کوئی اجتہادی غلطی یا کسی فیصلہ کی غلطی یا قضا کی غلطی پکڑ کر یہ سمجھ لے کہ اس کا آپ سے اختلاف رکھنا اور آپ سے دشمنی اور عداوت کرنا معاف ہوجائے گا۔ یہ

سخت غلطی

ہے۔ جب تک کوئی انسان آپ کا پوری طرح مطیع اور فرمانبردار نہ ہوگا۔ آپ کا حامی اور ناصر نہ ہوگا۔ آپ کی تحمید اور تعریف کرنے والا نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ کے حضور مغضوب اور ذلیل رہیگا۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے جھگڑوں اور فسادوں کی وجہ سے نبی یا اس کے خلیفہ سے بغض و عداوت پیدا کر لیتے ہیں۔ کوئی مقدمہ ہوا۔ جس کا فیصلہ ان کی منشاء کے ماتحت نہ ہوا۔ یا کوئی بات انہوں نے پیش کی جس کی طرف اس لئے توجہ نہ کی گئی۔ کہ دبا دینے سے وہ بات رک جائے گی۔ تو وہ بات کو بڑھاتے۔ اور فتنہ پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ایک شخص کسی کے سامنے منافقت کی باتیں کر رہا تھا۔ وہ قادیان کی برائی بیان کر رہا تھا۔ کہ ایک شخص نے سننے والے سے کہا۔ تم بھی ان باتوں میں شامل ہو۔ کیوں ایسی باتیں سنتے ہو۔ اس نے کہا میرا فیصلہ بھی دو سال سے چلا آرہا ہے۔ جو نہیں کیا جاتا۔ اس امر کو اس نے ان باتوں میں

شمولیت کی وجہ

قرار دے لیا۔ فیصلہ کرنا یا نہ کرنا میرا اور خدا تعالےٰ کا تعلق ہے۔ مگر میں نہیں سمجھ سکتا۔ جو شخص ایک طرف تو بیعت کا مدعی ہو۔ اور دوسری طرف خلیفہ پر اعتراض سنے۔ اور اعتراض کرنے والے کو اپنے عمل سے مدد دے۔ وہ کس طرح خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ سکتا ہے؟

میرا تمہارا عام انسانوں کا سا تعلق نہیں۔ بلکہ

خلیفہ اور مرید کا تعلق

ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے میری تائید میں کوئی نشان دکھائے ہیں۔ یا نہیں۔ اس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر عقل اور سمجھ سے کام لیکر دیکھا جائے۔ تو خدا تعالےٰ کے نبیوں سے اتر کر خواہ کوئی کتنا بڑا ولی ہو۔ خدا تعالےٰ نے اس کے متعلق اتنے نشان نہیں دکھلائے۔ جتنے میرے لئے دکھائے ہیں۔ بھلا

بتاؤ تو سہی

وہ کونسا انسان گذرا ہے۔ جس سے خدا تعالےٰ نے نبیوں سے پیشگوئیاں کرائیں۔ لیکن میرے متعلق میرے خدا نے نبیوں سے پیشگوئیاں کرائیں۔ بنی اسرائیل کی کتابوں میں میرے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں۔ کہ جب مسیح نازل ہوگا۔ تو اس کا بیٹا اس کا خلیفہ ہوگا۔ پھر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی میرے متعلق موجود ہے۔ آپ نے مسیح موعودؑ کے متعلق فرمایا ہے۔ یتزوج ویولد لہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ مسیح موعودؑ کی اولاد بھی موعود ہوگی۔ اس کی بیوی خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والی ہوگی۔ اور اس کی اولاد پیشگوئی کی مصداق ہوگی۔ پھر دوسری پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجال من اھل فارس فرمائی ہے۔ کہ

اہل فارس میں سے کچھ رجال

ہوں گے۔ جو دین کو آخری زمانہ میں مستحکم کریں گے۔ مسیح موعودؑ رجل تھے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجال کہکر آپ کی اولاد کو بھی اس پیشگوئی میں شامل کیا ہے۔ اس سے اتر کر دیکھو۔ تو نعمت اللہ صاحب ولی کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔

پسرش یادگار مے بینم

صرف خلافت کا اس میں ذکر نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور میرے درمیان خلافت تو ایک اور بھی ہوئی ہے۔ جو بہت بڑی خلافت تھی۔ مگر نعمت اللہ صاحب ولی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ وہ زمانہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو پھیلایا جائیگا۔ وہ میرا زمانہ ہے۔ اور میرے زمانہ میں خدا تعالےٰ کی خاص برکات نازل ہونگی۔ اسی لئے اس کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے۔ پھر

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات

دیکھو۔ ایک نہیں دو نہیں بہت سے ہیں۔ اور پھر آپ کی تحریرات سے بھی اس خلافت کا پتہ لگتا ہے۔ پھر میرے متعلق

حضرت خلیفہ اول کی شہادت

موجود ہے۔ پھر ایک دو نہیں۔ دس بیس نہیں۔ کم از کم ہزار کے قریب ایسے لوگ ہیں۔ جن میں احمدی اور غیر احمدی ہندو عیسائی شامل ہیں۔ کہ ان کو رویا کے ذریعہ یا تو پہلے یا میری خلافت کے دوران میں اس

خلافت کا پتہ

معلوم ہوا۔ ان میں سے ابھی تک بعض ایسے ہیں۔ جو جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ ان سے شہادت لی جاسکتی ہے۔ جیسے ماسٹر فقیر اللہ صاحب غیر مبایع ہیں۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ میں خلیفہ ہوگیا ہوں۔ انہوں نے خود بیعت نہ کی۔ اور جب پوچھا گیا۔ کہ آپ بیعت کیوں نہیں کرتے۔ تو انہوں نے کہا۔ میری خواب درست ہوگئی ہے باقی مجھے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ میں بیعت بھی کردوں۔ اسی طرح اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی تھے۔ ان کے متعلق اب سنا ہے نہ معلوم کہاں تک سچ ہے۔ کہ ان کا سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ انہوں نے میری مخالفت کے دوران میں رویا دیکھی۔ اور پھر انہوں نے بیعت بھی کرلی۔ گو اس پر قائم نہ رہے۔ اسی طرح ڈاکٹر عبداللہ صاحب جو میرے ایک فیصلہ پر ناراض ہوکر نظام سلسلہ سے الگ ہوگئے ہیں انہوں نے غالباً ۱۹۲۳ء میں جبکہ میں لاہور گیا تھا۔ سنایا کہ باوجود اس کے کہ مجھے خرچ کی تنگی تھی۔ میں اس لئے ساتھ چلا ہوں۔ کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ گویا تمام نبوتوں کی برکات آپ کے ساتھ جمع ہیں۔ (مفہوم اس کے قریب تھا)

میں نے خلافت کے پہلے تین ماہ میں اس قسم کی

خوابیں

جمع کرائی تھیں۔ جو پانچ سو سے زیادہ تھیں۔ اور پھر ہر سال ایسے لوگوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اب بھی ایک صاحب نے جو پکے غیر مبایع تھے۔ اچھے تعلیم یافتہ اور معزز شخص ہیں۔ رویا کی بناپر بیعت کی۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ وہ مجھ سے سخت بحث کرتے رہے اور کچھ ناروا الفاظ بھی انہوں نے استعمال کئے۔ گو ان کے دل میں سعادت تھی۔ اور انہوں نے بعد میں معافی مانگ لی تھی۔ خدا تعالےٰ نے ان کی راہ نمائی کی۔ اور انہوں نے بیعت کرلی۔ اسی طرح اور کئی لوگ بیعت کرتے رہتے ہیں جنہیں رویا اور کشوف ہوئے۔ مگر یہ تمام نشان ایسے

ایسے انسان کے لئے

ہیں۔ جسکی ضد اور عداوت سے عقل نہ ماری گئی ہو۔ وہ دیکھ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہوں۔ اب جو میرا مقابلہ کریگا وہ خدا کا مقابلہ کریگا۔ افسوس ان لوگوں پر جو ان نشانات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ ورنہ میرے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ایسے ایسے نشان دکھائے ہیں۔ جو عقل کے دروازے کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن جو انسان آنکھیں بند کرلے۔ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ نبی

نشان پر نشان

دکھاتا ہے۔ مگر منکر یہی کہتے رہتے ہیں۔ کہ کچھ نہیں دکھایا۔ حضرت مسیح موعود نے نشان پر نشان دکھائے۔ بعض لوگ آئے جنہوں نے آکر کہا۔ ان کی تو پگڑی ٹیڑھی ہے۔ یہ مسیح موعود کس طرح ہوسکتے ہیں۔ آپ نے معجزہ پر معجزہ دکھایا۔ مگر بعض ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا یہ تو قاف صحیح طور پر نہیں بول سکتے۔ یہ کہاں مسیح موعود ہوسکتے ہیں۔ آپ نے آیت پر آیت دکھائی۔ مگر ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا انہوں نے بیوی کے لئے زیور بنوائے ہیں۔ یہ بادام روغن استعمال کرتے ہیں انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے اعتراض آپ پر کئے گئے۔ جن کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں

کیونکہ خدا تعالےٰ آپ کی نسبت فرماتا ہے۔ ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا کہ جو گندے اور بدنام کرنیوالے الزام تجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ ہم ان کا ذکر بھی باقی نہیں چھوڑینگے۔

پس جو اعتراض کئے جاتے رہے ہیں۔ ان کے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ نشانات سے مخالفین نے آنکھیں بند کرلیں اور ان نشانات کو بھی نہ دیکھا۔ جو پہلے نبیوں نے آپ کے زمانہ کے متعلق بیان کئے تھے۔ اور سمجھا کہ آپ کی تکذیب کرنے کے لئے انہیں بڑی پکی دلیل مل گئی ہے اب وہ جو چاہیں کہیں۔ خدا کی گرفت میں نہ آئیں گے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ جب کسی کو چنتا ہے۔ تو اس پر

نکتہ چینی کرنے والا

کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قضا کے معاملہ میں مَیں بھی غلطی کرسکتا ہوں مثلاً ہوسکتا ہے۔ کہ میں ایک کا حق سمجھوں۔ مگر اس کا نہ ہو۔ گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمادیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی اپنا یہی شغل بنالے۔ کہ کہتا پھرے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں غلط فیصلہ کیا تو چاہے وہ فیصلہ غلط ہی ہو۔ تو بھی ایسا شخص

خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے

آئے گا۔ کیونکہ اس کی غرض یہ ہوگی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تذلیل کرے۔ اس وجہ سے خدا تعالےٰ اُسے پکڑے گا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک وُہ رسولؐ کے فیصلہ کو دل سے نہ مانے اور اُسے عملاً تسلیم نہ کرے۔ لیکن باوجود اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہدیا ہے۔ کہ اس قسم کی غلطی ہوجانا منافی نبوت نہیں۔ لیکن چونکہ اس کے بیان کرنے کی غرض سوائے اس کے نہیں ہوسکتی۔ کہ آپ کی تذلیل کی جائے۔ اس لئے ایسا شخص بھی خدا کے غضب سے بچ نہیں سکیگا۔ پس ایسے امور جن سے سلسلہ کی ہتک اور تذلیل ہوتی ہو۔ میں کہتا ہوں۔ جب ایسی باتیں جن کا تعلق بشریت سے یا غلطی سے ہو۔ ان کا بھی بیان کرنا اور ان کے خلاف باتیں مشہور کرنا جن کو خدا تعالےٰ نے کسی کام کے لئے کھڑا کیا ہو۔ خدا کے غضب کا مستحق بنادیتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں خدا کے فعل کو نقصان پہونچتا ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ جو اعتراض میں شرافت کی حد سے بھی نکل جائیں۔ وُہ خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب نہ ہوں۔ جب

خدا کا رسُول

غلطی کرسکتا ہے۔ اور ہزار فیصلوں میں سے ایک فیصلہ اس کا نادرست ہوسکتا ہے۔ تو میرے لئے ہزار میں سَو کا غلط ہونا ممکن ہے لیکن باوجود اس کے کہ اگر کوئی یہ کہتا پھرے۔ کہ اس نے فلاں فیصلہ غلط کیا۔ فلاں غلطی کی۔ چاہے وُہ غلطی ہو۔ پھر بھی اسے

خدا تعالےٰ پکڑے گا۔

کیونکہ ایسا آدمی نظام کو توڑتا ہے۔

پس میں کہتا ہوں۔ خدا کے نشانوں سے آنکھیں بند کرو۔ اگر جان بوجھکر بند کروگے تو خدا تعالےٰ فی الواقعہ دل کا اندھا بنادیگا۔ کئی لوگ حضرت صاحب کے پاس آکر کہتے۔ کوئی نشان دکھاؤ۔ تو آپ فرماتے کیا پہلے نشانوں سے تم نے کوئی فائدہ اٹھایا۔ کہ اَور چاہتے ہو جب پہلے ہزاروں نشانات سے تم نے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا تو کسی اور سے کس طرح اُٹھاؤ گے۔ ایسے لوگ ہمیشہ محروم ہی رہے۔ اسی طرح یہود نے کہا تھا۔ لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جھرۃ کہ ہم نہیں مانیںگے۔ جب تک خدا کو کھلا کھلا نہ دیکھ لیں۔ خدا تعالےٰ نے کہا۔ جاؤ تم پر

پھٹکار اور لعنت

ڈالی جاتی ہے۔ یہود کا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ خدا مجسم ہے۔ وہ ہمارے سامنے آئے۔ جسے ہم دیکھیں۔ اور نہ اس پر خدا تعالےٰ ان سے ناراض ہوا۔ جس بات پر ناراضگی ہوئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ انہوں نے کہا۔ ہم پہلے نشانات نہیں مانتے۔ ہمیں اب نشان دکھایا جائے۔ خدا نے کہا۔ تم نے ہمارے پہلے نشانوں کی بے قدری کی۔ اس لئے ہمیں بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ جاؤ ذلیل اور خوار ہوتے پھرو۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے میرے متعلق جو نشانات دکھائے ہیں۔ اگر کوئی ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی ناراضگی کو ضرور حاصل کریگا۔

خدا تعالےٰ کے کام نیارے

ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کے کئی مخالف ابھی تک زندہ ہیں۔ لیکن ان کی حالت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ کس طرح زندہ ہیں۔ مگر جیسا کہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر اُسوقت ظاہر کیا۔ جبکہ میں ابھی بچہ تھا کہ

الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ

تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر غالب رکھونگا۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں۔ کہ اپنی شرارتوں سے سلسلہ کو نقصان پہونچا دیں گے۔ ان کی ہستی ہی کیا ہے۔ بڑی سے بڑی طاقت بھی اگر مقابلہ کے لئے کھڑی ہوگی۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ماتحت اس پر وہ لوگ جو میرے ماننے والے ہونگے۔ انشاءاللہ غالب رہیں گے۔ یہ

خدا تعالےٰ کی بتائی ہوئی بات

ہے۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ ان کا دعوےٰ اخلاص اور ذہنی دین کی خدمت سب فضول جائینگے۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے بلعم کا ایمان نکل گیا تھا۔ اسی طرح خواہ کوئی ملہم بھی ہو۔ اگر وُہ اس مقام کا مقابلہ کرے گا جس پر خدا تعالےٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ تو اس کا بھی وہی حال ہوگا جو بلعم کا ہُوا تھا۔ یا اس سے بھی بدتر۔ یہ زمانہ

اسلام کی آخری ترقی

کا زمانہ ہے۔ میں نبوت یا ماموریت کا دعویدار نہیں ہوں۔ یہ صرف خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے مجھے خلافت کے لئے چُنا میں نے کبھی خلافت کے لئے دُعا نہیں کی اور نہ کبھی اس کیلئے خواہش کی۔ اس کے لئے کوئی ظاہری یا خفیہ کوشش بھی نہیں کی بلکہ میں تو اس سے خائف رہا۔ مگر خدا تعالےٰ نے

جبراً پکڑ کر

مجھے اس مقام پر کھڑا کردیا۔ اور خدا تعالےٰ اپنے کئے ہُوئے پر پچھتائے گا نہیں۔ کیونکہ اسلام کا خدا جو کام کرتا ہے۔ وہ اس سے پچھتا یا نہیں کرتا۔

مُبارکہ بیگم بقاپوری کی وفات

ہمارے معروف مبلغ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی لڑکی مبارکہ بیگم جو ہمارے مدرسہ خواتین کی طالبہ علم تھی۔ ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء بوقت شب انتقال کرکے اپنے حقیقی مالک کے حضور پہونچ گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مدرسہ خواتین کی طالبات میں مرحومہ عمر میں سب سے چھوٹی تھی۔ لیکن اپنے ذہن اور محنت شاقہ کی وجہ سے اس نے کبھی کسی امتحان میں کسی دوسری طالبہ علم کو اپنے سے آگے نہیں نکلنے دیا۔ چنانچہ گذشتہ سالانہ امتحان میں اُسنے ہر مضمون بلکہ ہر مضمون کے ہر حصہ میں اول انعام حاصل کیا۔ اور ایسے اعلےٰ نمبر حاصل کئے کہ دوئم رہنے والی طالبہ اس سے بہت پیچھے رہی۔ جب شروع شروع میں اُسنے مدرسہ خواتین میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ تو بوجہ عمر کی کمی کے اُسے داخل کرنے میں کچھ تامل کیا جاتا تھا۔ اور یہ خیال کیا گیا تھا کہ وہ شائد ان کتابوں کے سمجھنے کے قابل نہ ہوگی جو مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہیں لیکن جب اسکے اصرار پر اُسے داخل کیا گیا۔ تو پہلے ہی امتحان میں اُسنے ہر مضمون میں اول رہ کر یہ ثابت کردیا۔ کہ نہ صرف یہ کہ وہ ہر طرح کلاس میں چلنے کے قابل ہے۔ بلکہ یہ کہ اُس نے مدرسہ میں داخل ہوکر ہمارے مدرسہ کے معیار کو بلند کردیا ہے۔ میں نے ہر موقعہ پر مدرسہ کے ہر استاد کو اسکی قابلیت کی تعریف میں رطب اللسان پایا اور اسی لئے یہ تجویز کیگئی تھی کہ گذشتہ سالانہ امتحان کے بعد اسے خاص انعام کے طور پر ایک طلائی انگوٹھی دیجائیگی۔ چنانچہ تقسیم انعامات کے موقعہ پر وہ دیگئی۔ اور مرحومہ نے اپنے آپکو ہر طرح اس امتیاز کا اہل ثابت کیا۔ مگر افسوس۔ کہ اسکی قسمت میں بچپن کی وفات لکھی تھی اور اب جبکہ مدرسہ کو اس کی ذات سے بہت سی امیدیں پیدا ہوگئی تھیں۔ اُس نے مدرسہ کو داغ جدائی دیا ہے۔ مرحومہ

میں ذہن اور حافظہ اور محنت تینوں باتیں نہایت خوبی کیساتھ جمع تھیں۔ اور اگر خدا اُسے زندگی دیتا۔ تو خدا کے فضل سے وہ جماعت میں ایک مخصوص قابلیت کی خاتون بنتی۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت میں تعلیم نسواں کے مستقبل کے لحاظ سے مبارکہ بیگم کی وفات ایک قومی صدمہ ہے اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے جس کے ساتھ مرحومہ کا ایک طالبہ علم کی حیثیت سے تعلق تھا۔ اس قومی صدمہ کا اعتراف کر کے اس کے والدین کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جائے۔ ایسی ہونہار لڑکی کی وفات پر جو صدمہ والدین کو ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس صدمہ میں اُن کا مونس و غمخوار ہو اور اُن کو اپنی طرف سے اس کا نعم البدل عطا فرمائے کیونکہ اُس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

مجھے اطلاع دی گئی ہے۔ کہ ہمارے معزز دوست خانصاحب منشی فرزند علیصاحب کی لڑکی بھی جو مدرسہ خواتین کی طالبہ علم تھی اور جسے کچھ عرصہ ہوا۔ قادیان میں مرض سل سے وفات پائی۔ کلاس میں خاص خصوصیت رکھتی تھی۔ اور اس طرح افسوس ہے کہ دو چوٹی کی طالبات ہم سے جُدا ہوگئی ہیں۔ اور مدرسہ کیواسطے ان دونوں کی پے در پے وفات موجودہ حالات میں ایک ناقابل تلافی نقصان ہے

راقم مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

بالغ لڑکے لڑکیوں کے نکاح کے متعلق

اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور جماعت کے غیر تعلیم یافتہ طبقہ کے متعلق متعدد مرتبہ یہ شکایت پہونچی ہے۔ کہ بعض لوگ ایسی لڑکیوں کا نکاح بھی انکی رضامندی کے بغیر پڑھوا دیتے ہیں جو بالغہ ہوتی ہیں۔ جس کے نتائج بعد میں بہت خراب پیدا ہوتے ہیں حالانکہ شرعاً ضروری ہے۔ کہ جب بالغ لڑکے یا لڑکیوں کا نکاح کیا جائے تو پہلے انکی رضامندی بھی حاصل کیجائے چونکہ اس غلطی کا سدباب کرنا ضروری ہے اسلئے بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ نکاح پڑھانیوالے منتظمین جبتک کم از کم دو گواہوں کے روبرو بالغ لڑکیوں کی شرعی رضامندی کا پورا پورا اطمینان نہ کر لیا جائے اُسوقت تک غیر تعلیم یافتہ طبقہ کی کسی بالغ لڑکی کا نکاح کوئی شخص نہ پڑھائے۔ بیرونی جماعتوں کے کارکنوں سے امید کیجاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس امر کا اچھی طرح اعلان فرمائینگے اور جماعت کے تمام افراد کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے اس ارشاد سے اطلاع دے دینگے ؛

(فضل الدین انچارج محکمہ قضا قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کب ہوئی؟

حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری مرحوم و مغفور کے انتقال پر جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے الفضل میں اُن کے سوانح زندگی تین اقساط میں شائع کرائے ہیں جس کے لئے احمدی جماعت کو شیخ صاحب کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ لیکن میرے نزدیک ان حالات میں ایک تاریخی غلطی ہو گئی ہے۔ جس کی اصلاح ضروری ہے۔

شیخ صاحب نے ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء کے پرچے میں لکھا ہے

" ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی آپ کی بعثت نہ ہوئی تھی منشی صاحب آپ کے مختار آپ کے کاتب خطوط اور گھر کے دوسرے امور کے سرانجام دینے کی خدمات سے ممتاز ہوا کرتے تھے۔ اور بعض سفروں میں حضرت صاحب نے خصوصیت سے اُن کو اپنے ساتھ رکھا۔ جیسا کہ مَیں آگے چل کر ذکر کروں گا "

اس اقتباس سے یہ ظاہر ہے۔ کہ شیخ صاحب کے خیال میں مولوی عبد اللہ صاحب ان دنوں حضرت صاحب کی خدمت میں پہونچے۔ جبکہ حضرت صاحب خدا تعالےٰ کیطرف سے مبعوث نہ ہوئے تھے۔ یعنی مامور نہ تھے۔ مگر ۲۱ اکتوبر کے پرچے میں آپ رقمطراز ہیں:۔

" (مولوی عبد اللہ صاحب سنوری) اسی خیال میں تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ کا چرچا پٹیالہ میں شروع ہوا۔ خلیفہ سید محمد حسن خانصاحب بہادر وزیر اعظم مرحوم اس کتاب کے معاونین میں شریک ہوئے.. اور اسی ذریعہ سے بعض دوسرے لوگوں تک بھی اس کی خبر پہونچی اور شدہ شدہ مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم کو بھی یہ مژدہ جانفزا پہونچ گیا۔ اور انہوں نے اپنے رشید بھانجے کی منزل کو قریب کر دیا۔ اور شاہد مقصود کا پتہ یہ کہکر دیا۔ کہ قادیان میں ایک بزرگ نے اس دعوے سے کتاب لکھنی شروع کی ہے کہ **خدا تعالےٰ کیطرف سے ملہم و مامور ہے** اور اس کتاب کا جواب دینے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا "

اس اقتباس سے معلوم ہوا۔ کہ مولوی عبد اللہ صاحب سنوری اس وقت حضرت صاحب کی خدمت میں پہونچے تھے۔ جبکہ آپ براہین احمدیہ کی دو تین جلدیں چھپوا کر شائع فرما چکے تھے۔ اور یہ بات ۲۱۔ اکتوبر کے الفضل کی ابتدائی سطور سے بھی صحیح ہے۔ جہاں شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ " حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ کے تعلقات کی ابتدا کا جہانتک پتہ چلتا ہے وہ ۱۸۸۳ء ہے " سارے مضمون کو پڑھنے کے بعد اور اوپر کے اقتباسات پر غور کرکے یہ امر ظاہر ہے کہ شیخ صاحب کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی ۱۸ اکتوبر کے پرچے میں آپ مانتے ہیں۔ کہ گویا حضرت صاحب کی بعثت ۱۸۸۳ء میں نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ آپ ۱۸۸۲ء مطابق ۱۳۰۰ ہجری میں مبعوث ہو چکے تھے۔ الہام کا دعوےٰ تو اس سے مدت پہلے کا تھا۔ چنانچہ رسالہ " قادیان کے آریہ اور ہم " میں آپ لکھتے ہیں کہ آج سے ۳۵ سال پیشتر یا تون من کل فج عمیق والا الہام آپ کو ہوا تھا۔ یعنے ۱۸۷۲ء میں۔

براہین احمدیہ کے پڑھنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مارچ ۱۸۸۲ء میں آپ کو منصل طور پر ماموریت کی وحی ہو چکی تھی۔ اور یہ چودہویں صدی کی ابتدا تھی۔ پس یہ کہنا کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتا۔ کہ ۱۸۸۳ء میں آپ مامور نہ ہوئے تھے۔ آپ کی بعثت ۱۸۸۲ء میں ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب سیرت المہدی میں بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد آپ کی بعثت کا سنہ یہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں

" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یوں تو الہامات کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا۔ لیکن وہ الہام جس میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ جبکہ آپ براہین احمدیہ حصہ سوم تصنیف فرما رہے تھے " سیرت المہدی صفحہ ۳۱

چونکہ یہ ایک بڑی بھاری تاریخی غلطی ہے۔ جس کی تصحیح ضروری ہے۔ اس لئے میں نے یہ سطور لکھنی ضروری سمجھیں۔

(نعمت اللہ خاں گوہر۔ بی۔ اے از قادیان)

الفضل جناب ماسٹر صاحب کے اس مضمون میں ایک اہم امر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور جیسا کہ انہیں اپنی تائید میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تحقیقات بھی مل گئی ہے۔ اُن کا پہلو بہت مضبوط ہو گیا ہے۔ تاہم اگر جناب عرفانی صاحب یا کوئی اور بزرگ اس بارے میں کچھ ارقام فرمائیں۔ تو شکریہ کے ساتھ درج کیا جائیگا۔

اشتہارات

اس سے بڑھکر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے

سرمہ کے تمام اشتہار دینے والوں کو چیلنج کوئی اشتہار دینے والا اس کے مقابلہ میں اس قسم کی سند پیش کرے

تریاق چشم رجسٹرڈ

کے متعلق ہندوستان بھر کے بہت بڑے خاص ماہر امراض چشم ولایت کے سند یافتہ ڈاکٹر کیپٹن ایس۔ اے۔ فاروقی (سرکاری اعلیٰ افسر) ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایس کا سارٹیفکیٹ (ترجمہ)

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گجرات (پنجاب) کے تیار کردہ تریاق چشم کو میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا اور ککروں کے لئے بہت مفید اور موثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کے علاج کے لئے بہت مشہور ہیں۔ اور ان اجزاء کی مقدار ہر طرح سے صحیح اور ٹھیک نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد کے تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور ستھرا ہے۔ دستخط

(ایس۔ ایم۔ فاروقی کیپٹن ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایس۔ اوپتھیلمک سپیشلسٹ)

(خاص ماہر امراض چشم)

نوٹ:۔ قیمت "تریاق چشم" (رجسٹرڈ) پانچ روپے فی تولہ اور محصول ڈاک علاوہ موازی ۸ ر بذمہ خریدار

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب۔

بار بار کے تجربہ کے بعد لوگ کیا تحریر فرماتے ہیں

"آپکی عرق طحال دو دفعہ منگائی۔ خدا کے فضل سے بڑی فائدہ مند ہوئی۔ برائے عنایت دو شیشی اور روانہ کریں"۔

(امیر حسین غوث محمد صاحب از شوہر دہ اودھ)

"آپکی دوائی تلی ہمیشہ فائدہ دیتی رہی ہے۔ اور میں جس جگہ ہوتا رہا ہوں۔ منگواتا رہا ہوں۔ دو عدد شیشی اور روانہ کریں"

(مستری محمد دین صاحب از لاڑکانہ)

"جو دو شیشیاں "عرق طحال" کی منگوائی تھیں۔ مجھکو بہت فائدہ کیا۔ دو شیشی اور روانہ کردیں"

(سید ابن حسن صاحب از بجنور)

"میں نے آپکی دوائی "عرق تاپ تلی" کئی اشخاص پر آزمائی۔ اللہ کے فضل سے سب کو صحت ہوگئی۔ واقعی آپکی دوائی اکسیر ہے"

(جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج پونیا)

غیر یقینی دوائیوں کی بجائے آزمائی ہوئی مجرب دوائی سے فائدہ اٹھادیں۔ قیمت فی شیشی (۱ر) تین شیشی (۳ر) محصولڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:۔ حافظ غلام رسول میڈیکل ہال نمبر ۱ وزیر آباد پنجاب

کان کی تمام بیماریوں

نپٹ بہراپن۔ کم سننے۔ کان بجوں یا بڑوں کے بہنے بھاری پن درد ورم۔ زخم خشکی کھجلی۔ آوازیں ہونے وغیرہ پر صفوہ دنیا پر بے نظیر اکسیر دوا صرف بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے جس پر ہزار ہا انگریز اور ڈاکٹر تک لٹو ہیں۔ بصرہ۔ بغداد۔ ساؤتھ افریقہ وغیرہ تک جس کی خاص شہرت ہے۔ فی شیشی یک روپیہ چار آنہ (۱ر) ملک ہند میں تین شیشی طلب کرنے پر محصولڈاک معاف۔ دھوکہ بازوں سے ہوشیار اپنا پورا پتہ صاف لکھیئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے

بہراپن کی دوا بلب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یو۔ پی

بے اولادوں کو اولاد

پنجاب کے مختلف مقامات مثلاً سیالکوٹ گوجرانوالہ۔ جالندھر پشاور مالیر کوٹلہ۔ لدھیانہ قادیان وغیرہ میں والدہ [illegible] صاحب نے بیسیوں بے اولاد عورتوں کا علاج کیا ہے۔ اور بے شمار عورتیں اولاد حاصل کرچکی ہیں۔ اس لئے اگر آپکو سینکڑوں روپیہ برباد کرنے کے باوجود ابھی تک اولاد کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا تو آج ہی ایک کارڈ لکھکر والدہ صاحبہ کی تجربہ شدہ ادویہ کو منگوا کر استعمال کریں اور پیاری پیاری اور ہنسی کھیلتی اولاد حاصل کرکے دعائیں دیویں۔ مکمل کورس کی قیمت صرف للعہ علاوہ محصولڈاک ہے۔ نوٹ آرڈر دیتے وقت مفصل حالات تحریر فرماویں جو کہ پوشیدہ رکھے جائیں گے۔

سید خواجہ علی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

تحائف پشاور

مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی قتنا دیز۔ کلاہ پشاوری ہر بخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں۔ مال پسند نہ آنے پر محصولڈاک کاٹکر قیمت واپس دیجاویگی۔ یا اس کے بدلے حسب منشاء خریدار کو دوسری چیز دیجاویگی۔

المشتہر

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ بازار کریم پورہ پشاور شہر

زرعی آلات و دیگر مشینری

بلاک کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین (ٹوکے) آہنی رہٹ (وہیل) انگریزی ہل۔ بیلنہ جات فلور ملز۔ خراس بیل چکیاں۔ سیویاں اور بادام روغن نکالنے کی مشینیں منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ ضلع گورداسپور

زندگی کی بہار صحت بہار

پیارے ناظرین آجکل دنیا میں دوا فروشوں کی کمی نہیں ہے براہ مہربانی ہماری غریب ایجنسی سے بھی کچھ چیزیں منگا کر ملاحظہ فرمادیں۔ پسند نہ آنے پر ایجنسی کو واپس کرسکتے ہیں۔

ممیرا چینی درجہ اول	قیمتہ	[illegible]	ممیرا درجہ دوم	قیمت فی تولہ	[illegible]
جدوار خطائی	؍؍	[illegible]	ست سلاجیت گلگتی	؍؍	۸ر
زعفران کشمیری خالص	؍؍	[illegible]	زیرہ سیاہ ؍؍	فی سیر	[illegible]
جمیدانہ عمدہ	فی سیر	[illegible]	گل بنفشہ غرقی	؍؍	[illegible]
کشتہ بلدان سنگا	فی تولہ	۸ر	اجوائن خراسانی	؍؍	[illegible]
کشتہ رانگ (قلعی)	؍؍	[illegible]	گل بنفشہ خالص	؍؍	[illegible]
کشتہ سیماب	؍؍	[illegible]	کشتہ ہڑتال ورقی		
کشتہ تانبا	؍؍	[illegible]	فی تولہ		[illegible]

علاوہ ازیں بہت سی چیزیں ایجنسی سے مل سکتی ہیں۔ تفصیل مندرجہ بالا اشیاء بذریعہ وی۔ پی۔ پارسل روانہ خدمت ہونگی۔ محصولڈاک علاوہ ہوگا۔ تاجران کے لئے خاص رعایت فہرست مختصر مفت

المشتہر

عاجز محمد لطیف خان احمدی منیجر کشمیر مسلم ہمدرد ایجنسی یاری پورہ ڈاکخانہ خاص براستہ اسلام آباد کشمیر

اشتہارات

تلوار

احمدی احباب کو مژدہ ہو۔ کہ ہم نے سرکار عالیہ سے لائسنس حاصل کرکے تلواریں بنانا شروع کر دی ہیں۔ ہمارے کارخانہ میں دوران جنگ میں سرکاری تلواریں بنتی تھیں۔ جو بہت مقبول ہوئیں اور ان خدمات کے صلے میں ہمیں سندیں اور دوبارہ لائسنس گورنمنٹ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ ذی استطاعت احمدی احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ہمارے کارخانہ سے تلواریں خرید کر گورنمنٹ کی عطا کردہ عام اجازت سے جو نو ضلعوں کو مرحمت کی گئی ہے استفادہ دیں۔ ایسی اعلیٰ اور ارزاں تلواریں کسی دوسرے کارخانہ سے نہیں ملتی۔ اور ہم نے خاص رعایت محدود عرصہ کے لئے رکھی ہے تا کہ جماعت کے احباب اس موقعہ سے جلد فائدہ اٹھائیں اس زمانہ میں جبکہ ذاتی حفاظت کی اور قوم میں جرأت اور دلیری پیدا کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے مسلم اسے اپنا فرض قرار دیں۔ تا آنے والی نسلوں میں جرأت اور بہادری اور اعتماد کے خصائل پیدا ہوں۔

المشتہر

اے جے فضل احمد اینڈ سنز بھیرہ ضلع شاہپور

تین سال کا تجربہ

ہمیشہ ہوتی سرمہ ہی استعمال کرو
جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

جناب سید محی الدین احمد صاحب انسپکٹر پولیس ضلع اٹہ سے لکھتے ہیں کہ واقعی آپکا موتی سرمہ بہت سے موقعوں پر نہایت ہی کارآمد ثابت ہوا دکھتی ہوئی آنکھوں میں تیر بہدف ہے۔ آنکھ کی صفائی کیواسطے فوری اثر کرتا ہے آنکھوں کی ہر ایک بیماری کیواسطے اس کا استعمال ضروری ہے بگڑی ہوئی آنکھوں میں بہت جلد اثر کرتا ہے۔ بہت سے آدمیوں کے استعمال میں آیا ہے۔ ان جملہ صاحبان نے بہت تعریف کی ۳۔ سال کے بعد جبکہ کوئی شک نہیں رہا۔ ان الفاظ کو لکھ سکا ہوں۔ قیمت فی تولہ ۱۲ علاوہ محصولڈاک۔

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

سیرۃ عالم حیات طیبہ رسول کریم جس کے تمام معتبر اخبار اور علامہ ابوالکلام اور محترمہ خدیجہ بیگم ایم اے ـ بیحد مداح ہیں۔ اسکے ایک حصہ بغداد اور دولج پر انعامی مضامین کیلئے پونے چار سو روپے کے انعام تجویز کئے گئے ہیں قیمت ۱۲ ؍ علاوہ محصول کتاب کے ساتھ کاپی تعبیرہ قواعد انعام اور ٹکٹ انعام بھیجا جاتا ہے **انا البشیر** رسول اکرم کے اسوہ حسنہ پر سجادہ نشینوں کیلئے ایک سبق قیمت ۱ ؍ **بشارات محمدیہ** ـ حضرت مسیح موعود کی سوانح حیات کا مختصر و جامع مرقعہ معہ فوٹو قیمت ۱ ؍ علاوہ محصول **فوٹو** حضرت مسیح موعود ؑ ۲ ؍ تین کتابوں کی خریدار کو ایک فوٹو مفت پتہ (ناظم دارالتصنیف کپورتھلہ)

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف و اسٹیشن ماسٹری کا کام ریلوے گورنمنٹ و محکمہ نہر کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دے گا۔ قواعد ۲ ؍ کا ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

ضرورت ناطہ

دو احمدی لڑکیوں کیلئے جو خواندہ اور پابند صوم و صلوٰۃ ہیں اور اچھے تعلیم یافتہ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں رشتوں کی ضرورت ہے درخواست کنندگان احمدی تعلیم یافتہ برسر روزگار ہوں۔

خط و کتابت بذریعہ ایڈیٹر الفضل ہونی چاہیئے

وصیت نمبر ۲۶۶۱

میں عارفہ بیگم بنت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل زوجہ جمعدار کرم داد خاں صاحب بلوچ ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد اسوقت الفـ۱ سو روپیہ ہے جو حق مہر کی صورت میں ہے۔ ۲۴/۷/۲۳

خاکسار عارفہ بیگم اہلیہ صوبیدار کرم داد خاں صاحب جمعدار حال عدن ٹرانسپورٹ کور۔ گواہ شد کرم داد جمعدار بقلم خود خاوند موصیہ گواہ شد چوہدری محمد سعید میس کلرک ۱/۴ سکھ رجمنٹ عدن۔ گواہ شد اقبال محمد ڈیری فارم۔ عدن۔

وصیت نمبر ۲۶۶۲

میں انور خاں ولد چوہدری حاکم خاں راجپوت عمر ۳۷ سال ساکن چھیاری تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۱۲ ؍ اگست ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد واقعہ موضع چھیاری میں میرے حصہ کی اراضی زرعی اڑھائی صد کنال ہے۔ جوکہ چاہی و بارانی ہے اسمیں سے ۱۲ کنال میری خود پیدا کردہ ہے۔ اور باقی جدی ہے نیز ایک مکان پختہ ۲ منزلہ جو میرے بھتیجا سردار احمد کیساتھ بحصہ برابر مشترکہ ہے ایک دوسرا مکان پختہ و خام کے ۱/۲ حصہ کا میں مالک ہوں علاوہ اسکے میرے کاروبار تجارتی کی آمدنی اندازاً ایکصد روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی آمدنی کا ماہوار ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور اپنی جائداد موجودہ کا ۱/۱۰ حصہ جلد سے جلد بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہ کر دونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد مزید ثابت ہو۔ تو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوشتہ بمقام قادیان العبد کوچی خاکسار انور خاں راجپوت بقلم خود گواہ شد نور احمد خاں راجپوت محرر لنگر خانہ بقلم خود۔ گواہ شد بقلم بدرالدین راجپوت مہتمم مہمان خانہ

وصیت نمبر ۲۵۳

میں میر محمد احمدی ولد میر دو خاں بلوچ منگانی ساکن کول کلاں تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخاں۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک اسپ مادہ (۲) ایک مکان چوبی سکول کلاں (۳) اراضی زرعی واقعہ موضع سکول کلاں تھاڈی سسند بلہ۔ عقل پانڈی۔ جھوک رانجھ۔ جھوک مسو۔ جھوک وہل حال بستی ساتجھا اس ساری جائداد کی قیمت تخمیناً الفـ سو ہے وصیت ہذا بمقام قادیان نوشتہ شد ۲۲/۲/۲۷ العبد میر محمد احمدی بقلم خود گواہ شد ظفر محمد بلوچ سنارانی ڈیرہ غازیخاں حالوارد قادیان۔ گواہ شد علی محمد خاں احمدی سکنہ بستی بزدور ڈیرہ غازیخاں حالوارد قادیان

وصیت نمبر ۲۵۹۹

میں مسماۃ فاطمہ بیگم بنت خان بہادر محمد علی خاں ساکن احمد نگر ضلع کوہاٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اگر کوئی رقم یا جائداد کو خزانہ صدر انجمن قادیان میں بمد وصیت داخل کردوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجاویگی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی ۱۲۴ تولہ زیور نقرئی ۵۶ تولہ گھڑی طلائی مالیت روپیہ ۱۲/۷/۲۷ العبد فاطمہ بیگم بقلم خود گواہ شد (خان بہادر) محمد علی خاں گواہ شد غفور احمد خان

ہندوستان کی خبریں

——— لکھنؤ ۲۶-اکتوبر- ندوۃ العلماء کا بائیسواں سالانہ اجلاس ۲۵-۲۶-۲۷ نومبر ۱۹۲۷ء- امرتسر میں منعقد ہوگا

——— امرتسر ۲۷-اکتوبر- مسٹر ہاملز ارونگ کمشنر لاہور ڈویژن نے یہاں دربار کیا- جس میں ان اشخاص کو انعامات و اسناد عطا کیے گئے- جنہوں نے حکومت کی بیش بہا خدمات سرانجام دی تھیں- کمشنر صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں بیان کیا- کہ منظم جرائم کی تعداد کم ہوگئی ہے- لیکن فرقہ دار چپقلش نے حکومت کے محکمہ انتظامات کی مشکلات بڑھادی ہیں۔

——— بٹالہ ۲۶-اکتوبر- ۲۵ اور ۲۶ اکتوبر کی درمیانی شب کو محلہ دھیراں کے ایک ہندو تیلی کی دوکان میں آگ لگ گئی جس نے پاس کی دو تین دکانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا- تینوں دوکانوں میں تیل کے کنستر تھے- اگر مسجد کے حوض سے پانی نہ ملتا- تو پاس کے ہندو محلہ کو بھاری نقصان کا خدشہ تھا

——— شملہ ۲۵-اکتوبر- حکومت ہند شاہ افغانستان کے انتظامات پر غور کر رہی ہے جو غالباً اوائل دسمبر میں ہندوستان میں سے گذریں گے۔

——— بمبئی ۲۸- اکتوبر- پنجاب اور آگرہ ڈویژن کے خطوط اور اخبارات کو پنجاب اکسپرس میل روانہ کیا گیا۔

——— کراچی ۲۷- اکتوبر- شیخ محمد امین صاحب نو مسلم کیخلاف مسٹر جیسٹر ڈسن کی عدالت میں جو مقدمہ دائر کیا گیا ہے- اسکی کاروائی آج ۱۰- بجے شروع ہوئی- یہ مقدمہ حکومت سندھ نے شیخ صاحب کی اس تقریر کی بنا پر دائر کیا ہے- جو انہوں نے ۱۷- جولائی ۱۹۲۷ء کو سکھر میں کی تھی۔

——— عبدالرشید کی درخواست اپیل بالزام قتل سوامی شردھانند جو ہائی کورٹ کے حکم سزا کے خلاف پریوی کونسل میں زیر تجویز تھی- اس کا فیصلہ ملزم کے خلاف ہوا- اور پریوی کونسل نے اپیل نامنظور کر دی۔

——— پنجاب کی قانونی کونسل کا آئندہ اجلاس ۲۱- نومبر ۱۹۲۷ء کو منعقد ہوگا ٭

——— دہلی ۲۶-اکتوبر- دہلی میں لنڈن سے یہ اطلاع موصول ہوگئی ہے- کہ سوامی شردھانند آنجہانی کے قاتل عبدالرشید کا اپیل پریوی کونسل سے مسترد ہوگیا- مسٹر اوسبرن وکیل صفائی نے یہ مشورہ دیا ہے- کہ وائسرائے کی خدمت میں دیوانگی کے عذر پر درخواست دیجائے- معلوم ہوا ہے- کہ عنقریب درخواست دیجائے گی۔

——— مسٹر ٹپ- سیشن جج لاہور نے رنگ محل کے مقدمہ قتل میں حکم سنا دیا- جج نے فیروز عرف فوجا کو ہندو دوکاندار مانک چند کے دسویں اکتوبر کی شب میں قتل کے مرتکب ہونے کا مجرم قرار دیا- اور اس کو پھانسی کی سزا دی ٭

——— لاہور ۲۶-اکتوبر مسٹر میڈلٹن ایڈیشنل سیشن جج نے آج موچی دروازہ کے مقدمہ قتل میں جس میں ۱۴ مئی گذشتہ کو ٹیک چند ٹھیکیدار افیون کے بیان کردہ قتل کے الزام میں امام الدین اور چند اور مسلمان ماخوذ تھے حکم سنا دیا- جج نے امام الدین کو زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند پھانسی کی اور چھ دیگر اشخاص کو سات سات سال کی قید بامشقت کی بشمول تین ماہ قید تنہائی قید کی سزا دی- بقیہ دو ملزمین شہاب دین اور سردار بری کیئے گئے- احمد دین گواہ سرکار بری کر دیا گیا ٭

——— لاہور ۲۷- اکتوبر- معلوم ہوا ہے- کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور خواجہ عبدالرحمٰن غازی کو علے الترتیب رہتک اور جھنگ کے جیلوں میں تبدیل کیا گیا ہے۔

——— کلکتہ سے ۲۸- اکتوبر کی اطلاعات مظہر ہیں- کہ بالآخر کلکتہ کی اتحاد کانفرنس بالاتفاق عام ایک آخری فیصلہ کرنے میں کامیاب ہوگئی- اور اس نے گاؤکشی اور مساجد کے سامنے باجہ بجانے کے نزاعی مسائل کو حاضر الوقت ہند و مسلمان ممبران کے اتفاق رائے سے طے کر دیا اور اس نے فیصلہ کیا- کہ آئندہ ہندوؤں کو مذہبی اور اخلاقی ضرورت پر اس امر کی آزادی حاصل ہوگی- کہ وہ ہر وقت اپنے جلوس نکال سکیں- اور مساجد کے سامنے باجہ وغیرہ کے ساتھ گذرنے میں ان کے لئے کسی طرح کی روکاوٹ اور کوئی پابندی عائد نہ کیجائے گی- البتہ مساجد کے سامنے سے گذرنے میں کوئی غیر معمولی قیام یا اس طرح کے غیر معمولی افعال اور چھیڑ خانیوں کی اجازت نہ ہوگی- جن کا مقصود نمازیں خلل اندازی اور نمازیوں کی دل آزاری ہو- مسلمانوں کو اس امر کی آزادی حاصل ہوگی- کہ وہ اپنے حق کے بموجب ہر شہر اور قصبہ نیز گاؤں میں گائے کی قربانی اور ذبیحہ کر سکیں بشرطیکہ جائے قربانی یا ذبیحہ کوئی شارع عام- ہندوؤں کی عبادت گاہ مندر کے بالمقابل یا ایسا مقام نہ ہو- جہاں ہر وقت براہ راست ہندوؤں کی نظر پڑتی ہو- البتہ گائیں قربانی یا ذبح کی غرض سے جلوس اور نمائش کے ساتھ نہ لے جائی جائیں گی- بوجہ اس کے کہ ہندو فرقہ کے گہرے جذبات مسئلہ گاؤکشی سے متعلق ہیں مسلمانوں سے عاجزانہ درخواست کی جاتی ہے- کہ قربانی گاؤ کے متعلق اس طرح کا طرز عمل اختیار کریں- جس سے شہروں اور گاؤں کے ہندوؤں کی دلآزاری نہ ہو۔

ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن ۲۶- اکتوبر- سلطان ابن سعود نے روغن شدہ المونیم کی آٹھ برطانی موٹر کاروں کی خاطر اوسٹول کو خیر باد کہہ دیا ہے- جو انہوں نے گیارہ ہزار پونڈ میں خریدی ہیں- آئندہ وہ انہیں موٹروں پر صحرائے عرب کا دورہ کیا کریں گے۔

۲۴- خواتین حرم کے سفر کے لئے بند موٹریں مہیا کی گئی ہیں جن کے اندر ہوا کو سرد رکھنے کے لئے بجلی کے پنکھے لگے ہوئے ہیں- پچاس جنگجوؤں کا محافظ دستہ ایک تیز رفتار طویل لاری پر ہمراہ رہا کریگا

——— لنڈن ۲۶- اکتوبر- اعلےٰ حضرت ملک المصر نے مسلم انسٹی ٹیوٹ پیرس کی تیار کردہ مسجد کا معائنہ فرمایا- اور اس کی تعمیر کیلئے ایک لاکھ فرانک کا عطیہ پیش کیا۔

——— ریلیوڈی جنیرو ۲۶- اکتوبر ایک اطالوی جہاز باہیا سے کچھ فاصلہ پر سمندر میں ڈوب گیا- تیرہ سو مسافروں میں سے گیارہ سو آدمی بچائے گئے۔

——— لاپاز ۲۵- اکتوبر- جنرل پینڈو سابق صدر جمہوریہ بولیویا کے قتل کے مقدمہ میں عدالت نے تمام ملزم جنہیں پہلے دس سال کی سزا دی جا چکی تھی- مجرم قرار دیا- اور انہیں کہا گیا- کہ بولیویا کے دستور کے مطابق قرعہ اندازی کریں کہ کسے پھانسی پر چڑھایا جائے- چنانچہ تین مجرموں نے قرعہ نکالا- مگر ان کا نام نہ نکلا- چوتھے مجرم انفرڈ جیریگو نے اپنی موت کا پروانہ ہاتھ میں لیکر نکالا- اسے ہنستے ہوئے اعلان کیا- کہ میں بیگناہ ہوں- لیکن ان لوگوں کی تسکین کے لئے مجھے پھانسی دے دیجائے- جو صبح سے عدالت میں جمع ہیں- پھانسی کی تاریخ ابھی مقرر نہیں ہوئی۔

——— نیویارک ۲۶- اکتوبر ۱۹۲۷ء کلاں خانہ فورڈ کے پہلے نو ماہ کی رپورٹ شائع ہونے پر وال سٹریٹ میں بڑی سرگرمی کا اظہار ہو رہا ہے- معلوم ہوا ہے- کہ بیس کروڑ ڈالر کی آمدنی ہوئی ہے- اور اتنی رقم کبھی سال بھر میں بھی نہیں کمائی گئی

——— اسٹاکہام ۲۸- اکتوبر- نوبل کا انعام امسال (۱۹۲۷ء کا) ویانا یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیگنر خان جوریگ کو ملا ہے- گذشتہ سال یہی انعام کوپن ہیگن کی یونیورسٹی کے پروفیسر جان فیبیگر کو ملا تھا۔

——— دہلی ۲۶ اکتوبر- گذشتہ جون میں ایک برطانوی قافلہ جسکے رئیس مہاراؤ کچھ اور سر جو فرے آر جر تھے- ابے سینیا میں لٹ گیا تھا اسکی تحقیقات کیلئے برطانیہ اور ابے سینیا کے دو دو نمائندوں اور ایک غیر جانبدار بلجیمی صدر کی ایک عدالت مقرر کی گئی تھی- اس عدالت نے فیصلہ کیا ہے کہ برطانیہ کو چھ ہزار دو سو پچھتر ڈھائی ہزار پونڈ ہرجانہ دیا جائے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے لئے شائع کیا